ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

ریاست کا تعلیمی نظام: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

Educational System of State in the Light of Seerat

Dr. Muhammad Waris Ali*
Assistant Professor, Islamic Studies Department, Lahore Garrison University, DHA Phase VI, Lahore

Muhammad Irfan
MPhil Scholar, Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore

Abstract
After the creation of man, Allah provided the basic things to fulfill man's physical requirements as well as arranged for his spiritual education and training. For this purpose, Allah has sent His chosen prophets and messengers. Allah Almighty crowned man with the crown of prophet hood and made him the first teacher so that people would be told the purpose of their creation and they would not follow the path of error. The purpose of the Prophets of Allah was to strengthen the people religiously and to attract them to the supernatural force that brings all things into existence and governs them. That is why, Allah sent the first man in the world as a prophet to guide the people. This means that education and man are side by side. Education is the means of transferring the ideas, traditions, culture and customs of human society to the next generation and when the society comes into existence, consciously and unconsciously, education starts to work in one way or the other. There was much importance given to education in the Seerah of last prophet Hazrat Muhammad SAW. Hazrat Muhammad SAW arranged the masajid as the centers of education in all cities and tribes of the Arab. He appointed the learned and experienced sahaba for this purpose. He educated the people in a unique style with examples.

Keywords: Education, Society, Religion, Culture

تعارف:

اللہ تعالی نے انسان کو وجود بخشنے کے ساتھ ساتھ جہاں اس کی جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کا سامان کیا ہے وہاں اس کی روح کی غذا کا بھی انتظام فرمادیا ہے اور اللہ تعالی نے اپنے منتخب نبی اور رسول مبعوث فرمائے ہیں اور سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے نبوت کا تاج پہنا کر پہلا معلم بھی بنادیا تاکہ لوگوں کو ان کے اس دنیا میں آنے کا مقصد بتائیں اور گمراہی کے راستے پر چلنے سے منع کریں۔ حضرت انسان کے وجود کے ساتھ ہی اس کو مذہب کا شعور بھی دے دیا گیا۔ اللہ تعالی کے نبیوں کا مقصد اولین لوگوں کو مذہبی اعتبار سے مضبوط کرنا اور انہیں اس مافوق الفطرت قوت کی طرف متوجہ کرنا تھا جو سب چیزوں کو وجود میں لانے والی

* Email of corresponding author: mwarisali@lgu.edu.pk

اور انہیں چلانے والی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے دنیا کے سب سے پہلے انسان کو لوگوں کی اصلاح کے لئے نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ تعلیم بھی اسی چیز کا نام ہے کیونکہ انسانی معاشرے کے نظریات، روایات، ثقافت اور رسم و رواج کو اگلی نسل تک منتقل کرنا تعلیم کہلاتا ہے اور معاشرے کے وجود میں آتے ہی کسی نہ کسی انداز سے تعلیم کا سلسلہ شعوری و غیر شعوری طور پر شروع ہو جاتا ہے اور مذہب کی بنیاد افراد معاشرہ کی دنیا اور آخرت کے بارے سوچ اور فکر اور مافوق الفطرت قوت کے بارے میں نظریات پر ہے اور یہ چیزیں معاشرے سے الگ نہیں ہوتیں معاشرے کے وجود کے ساتھ ہی ان کا وجود بھی متحقق ہو جاتا ہے۔ معاشرے کے افراد کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ریاست تشکیل پاتی ہے اور ہر ریاست اپنے معاشرے کے افراد کے نظریے اور فکر کی بنیاد پر اپنی تعلیم کی بنیاد رکھتی ہے اگر اس فکر اور نظریے میں مذہب غالب ہو تو اس کی تعلیم پر مذہب کی گہری چھاپ ہو گی اور اگر وہ ریاست مذہب بیزار ہو تو اس کی تعلیم مذہب بیزار نظریات پر مشتمل ہو گی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تعلیم اور مذہب کا باہم گہرہ تعلق ہے ان دونوں کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ لاکھ کوشش کے باوجود تعلیمی عمل میں انسانی سوچ کسی نہ کسی انداز سے کار فرما ہو کر رہتی ہے اور ایک ریاست کی ذمہ داریوں میں سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے شہریوں کے لئے معیاری اور مفت تعلیم کا انتظام کرے اس مقصد کے لئے ایک خاص بجٹ مختص کیا جاتا ہے جس میں شہریوں کی اس ضرورت کو پورا کیا جاتا ہے۔

تعلیم کا مطلب "حقیقت کو پہچان لینا"، "جان لینا"، "کسی کو علم دینا"، "سکھانا" عام طور پر تعلیم کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ دنیاوی اور دینی علوم۔ دنیاوی علم کے لئے اسکول، کالج اور یونیورسٹیز ہیں جو مختلف دنیاوی علوم و فنون سکھلاتی ہیں۔ اس کے لئے پڑھنا اور لکھنا جاننا ضروری ہے۔ پڑھنا لکھنا جاننے سے ہی ہم علوم دینیہ بھی سیکھ اور سمجھ سکتے ہیں۔ دینی علوم میں قرآن و حدیث کا علم مراد لیا جاتا ہے اس علم کے لئے مدارس ہیں جہاں قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے۔ لیکن اسلام دین اور دنیا کی تقسیم کا داعی نہیں ہے بلکہ دین جہاں آخرت کی بات کرتا ہے وہاں دنیا کو بھی ساتھ لے کر چلنے کی تلقین کرتا ہے فرمان الٰہی ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً [1]

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی۔

تعلیم کی اہمیت کا اندازہ ہمارے نبی آخر الزمان ﷺ کی اس حدیث سے بخوبی ہو جاتا ہے:

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے" [2]

قرآن و حدیث میں علم کو فلاح اور کامیابی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور اہل علم کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ علم انسان کو پستی سے بلندی کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ ادنیٰ کو اعلیٰ بناتا ہے۔ غیر تہذیب یافتہ اقوام کو تہذیب کی دولت سے مالا مال کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں اہل علم افراد کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ علم کی اہمیت کے حوالے سے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ذکر آیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہمؑ نے جب اللہ تعالی کے حکم سے کعبے کی تعمیر مکمل کی اور وہاں چند لوگ آباد ہو گئے تو دعا فرمائی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ [3]

اے ہمارے رب اور بھیج دے ان میں ایک رسول ان میں سے، جو تلاوت کرے ان پر تیری آیات اور سکھائے ان کو کتاب اور حکمت اور ان کا تزکیہ کرے، بیشک تو ہی عزیز ہے حکیم ہے۔

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً۔[4]

'ایک رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کی جانب سے جو تلاوت کرتے ہیں پاکیزہ اوراق کی۔'

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔[5]

وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں اور ان کو پاکیزہ بنائیں اور انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

اگر غور کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ رسول اللہ پر پہلی وحی جو غارِ حرا میں نازل ہوئی اس کا پہلا لفظ "اقراء" "تو پڑھ" ہے۔ پھر اسی سورہ کے تسلسل میں درج ذیل آیت ہے۔

عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔[6]

'جس (اللہ) نے تعلیم دی ہے قلم کے ساتھ اور انسان کو وہ کچھ سکھایا ہے جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

عَلَّمَ الْقرآن خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔[7]

جس نے قرآن کی تعلیم دی۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ اسی نے اس کو واضح کرنا سکھایا۔

بیان کردہ آیات پر اگر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ کی بعثت کے مقاصد میں علم اور حکمت کی تعلیم شامل تھی۔ اسی طرح اللہ نے اپنی طرف منسوب کر کے انسان کو قرآن سکھلایا اور انسان کو بیان کرنا سکھلایا۔ پھر اگر ہم حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ذکر میں سورہ البقرہ کی آیت نمبر 31 میں اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھائے۔

تو پھر ان آیات کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اللہ خود عالم ہیں وہ ہی انسان کو سکھلاتا ہے۔ سورہ یوسف (12) کی آیت نمبر 76 میں ہے:

وَ فَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ۔ [8]

اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے۔

نظامِ تعلیم

نظامِ تعلیم سے مراد طلبہ، اساتذہ، انتظامیہ، بجٹ، سکول، نصابِ تعلیم اور تعلم میں باہمی ربط و تعلق ہے کہ جس کے نتیجے میں تعلیمی عمل وجود میں آتا ہے مزید اس عمل کی کامیابی اور ناکامی کی جانچ بھی نظامِ تعلیم کا حصہ ہے۔ تعلیم کے اس سارے پراسس کا نام تعلیمی نظام ہے۔ اگر ہم اپنے وطن عزیز کے تعلیمی نظام کا جائزہ لیں تو ہمیں یہ جان کر مایوسی ہوتی ہے کہ ہماری تعلیم پر خرچ ہونے والا

بجٹ کل بجٹ کا عشر عشیر بھی نہیں ہے کیونکہ ہماری اولین ترجیح میں تعلیم شامل نہیں ہے۔ عالمی اقوام کی طرف دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تعلیم کو اہمیت دی ہوئی ہے لہذا وہ ترقی کرتی جارہی ہیں اور ہم ترقی کی بجائے تنزلی کا شکار ہیں اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ہم تعلیم کو وہ اہمیت نہیں دیتے جو اس کا حق ہے۔ ہمارا ملک دین اسلام کی بنیاد پر قائم ہوا اس میں دین اسلام کا بول بالا ہونا چاہئے اور سب معاملات دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق طے ہونے چاہئے لیکن ایسا عملاً دکھائی نہیں دیتا۔ جب ہم اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کو دیکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی کی لائی ہوئی شریعت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ہر جگہ تعلیم کی اہمیت نظر آتی ہے۔ اس کی مزید جھلک ہمیں سطور ذیل میں نظر آتی ہے۔

اسلام کی سب سے پہلی تعلیم اور قرآن پاک کی پہلی آیت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر نازل فرمائی وہ علم ہی سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

> ”پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، تو پڑھتا رہ، تیرا رب بڑا کرم والا ہے جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔“[9]

علم کی ضرورت و اہمیت کے باب میں نبی اکرم ﷺ کا یہی فرمان کافی ہے کہ جس ذات کے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ نے کائنات کی تمام خوبیاں یکجا کر دیں، اُس ذات نے خود کو معلم کے طور پر پیش کیا اور فرمایا

> ”بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔“[10]

نبی اکرم ﷺ نے احادیث مبارکہ میں متعدد مقامات پر علم حاصل کرنے پر زور دیا ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ”علم کا طلب کرنا ہر مسلمان (مرد، عورت) پر فرض ہے۔“[11]
>
> ذكر لرسول الله صلى الله عليه وسلم رجلان احدهما عابد والآخر عالم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «فضل العالم على العابد كفضلي على ادناكم» ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن الله وملائكته واهل السماوات والارض حتى النملة في جحرها وحتى الحوت ليصلون على معلم الناس الخير[12]
>
> حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے اور آسمان وزمین میں رہنے والی ساری مخلوقات، یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس بندے کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں جو بھلائی کی اور دین کی تعلیم دیتا ہے۔“

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حصول علم کی جہاں حوصلہ افزائی فرمائی وہاں علم حاصل کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور دیگر مخلوقات کی اس کے لئے دعا کر کے مدد کرنے کو بھی بیان کیا ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علم حاصل کرنے والے طلبہ کی مدد بھی کرنی چاہئے۔

دورِ نبوی میں تعلیم

اللہ تعالی نے علم رکھنے والے اور جاہل لوگوں کو برابر قرار نہیں دیا بلکہ علم والوں کے درجات بلند فرمائے ہیں ارشاد ربانی ہے: يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ[13] جو اس بات کی وضح دلیل ہے کہ اسلام علم اور تعلیم کو کس قدر اہمیت دیتا ہے اس کے ساتھ ساتھ خود معلم انسانیت آخری نبی حضرت محمد ﷺ یہ اعلان فرمائیں کہ اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً[14] یعنی مجھے مُعلّم بنا کر بھیجا گیا تو اس سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اللہ کے محبوب نبی اور رسول علم اور تعلیم سے کتنا گہرہ ربط اور تعلق رکھتے ہیں اور علم کے فروغ کے لئے آپ ﷺ نے ساری زندگی وقف کر دی۔ اس لئے دور نبوی میں علم اور عرفان کے نور سے زمانے کو منور کرنے کا اہتمام کیا گیا اور علم کی روشنی سے سارے اندھیرے دور ہو گئے۔ آپ ﷺ نے علم کے حصول کے لئے لوگوں کو رغبت دلائی اور ایسا طریقہ کار اختیار فرمایا کہ اس معلم سے سیکھنے والے دنیا کی رہنمائی کرنے والے بن گئے۔

اکبر الہ آبادی نے کیا خوب ترجمانی کی ہے کہ

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا — دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے — کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا[15]

ترغیبِ علم

سیرت النبی ﷺ میں ہمیں مسلسل جدوجہد اور کوشش نظر آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علم کے حصول کے لئے جہد مسلسل کی اور اس کی ترغیب بھی دلائی۔ اللہ تعالی نے بھی قرآن مجید میں علم کے اضافے کی دعا سکھائی وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا [16] کہ اے پیارے محبوب کہہ کہ میرے علم میں اضافہ فرما۔ اسی طرح قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کی ترغیب ان الفاظ میں دی گئی: خیرکم من تعلم القرآن و علمه[17] تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔ نبی اکرم ﷺ نے علم کی ترویج کے لئے نا صرف عملی طور پر کاوشیں کی بلکہ ہمیشہ علم اور صاحب علم کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ علم کی مجالس کو پسند فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ علم سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک حدیث مبارک یہ بھی ملتی ہے کہ:

عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ، قَالَ: كُنْ عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا، أَوْ مُحِبًّا أَوْ مُتَّبِعًا، وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ[18]۔

عالم بنو یا طالبعلم بنو یا ان سے محبت کرنے والے بنو یا ان کی اتباع کرنے والے بنو پانچویں نہ بننا، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

اور جب حضور ﷺ ایک بار مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ دو محفلین منعقد تھیں ایک محفل میں اللہ کا ذکر ہو رہا تھا اور دوسری میں دین کی تفہیم پر غور و فکر اور بات چیت ہو رہی تھی نبی کریم ﷺ نے دونوں محافل کی تعریف و تحسین فرمائی لیکن دوسری محفل کو افضل قرار دیا جو دینی مسائل پر غور و فکر کر رہی تھی اور تعلیم و تعلم میں مصروف تھی اور حضور ﷺ خود بھی تعلیم و تعلم والی محفل میں شامل ہو گئے ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے:

وعن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما قال: [خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا في المسجدمجلسان : مجلس يتفقهون، ومجلس يدعون الله ويسألونه، فقال: كلا المجلسين إلى خير، أما هؤلاء فيدعون الله تعالى، وأما هؤلاء فيتعلمون ويفقهون الجاهل . هؤلاء أفضل، بالتعليم أرسلت ثم قعد معهم][19]

حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن العاص سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک دن مسجد کی طرف نکلے تو دو مجلسوں کو دیکھا ایک مجلس دین کی تفہیم کے لئے منعقد تھی اور دوسری میں اللہ تعالی کو پکارا جارہا تھا اور گریہ زاری ہو رہی تھی حضور ﷺ نے فرمایا دونوں مجالس میں اچھا کام ہو رہا ہے کہ اس میں اللہ تعالی کو پکارا جارہا ہے اور دوسری میں جاہل علم سیکھ رہے ہیں اور دین کی تعلیم دی جارہی ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، انه كان يقول" :اغد عالما او متعلما، ولا تغد فيما بين ذلك، فإن ما بين ذلك جاهل، وإن الملائكة تبسط اجنحتها للرجل غدا يبتغي العلم من الرضاء بما يصنع[20]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: یا عالم بنو یا متعلم، ان دونوں کے درمیانی نہ بنو اس لئے کہ ان دونوں کے درمیان) کے لوگ (جاہل ہیں۔ بیشک فرشتے ایسے آدمی کے فعل سے خوش ہو کر اس کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں جو علم حاصل کرنے کے لئے نکلتا ہے۔

یعنی علم حاصل کرنے والے کو معزز قرار دیا گیا ہے کہ اس کو یہ اعزاز دیا جاتا ہے کہ اس کے قدموں کی نیچے فرشتے اپنے پر پھیلا دیتے ہیں اور اس کی مدد کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کے اس فرمان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ علم کے حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ ترغیب دلایا کرتے تھے۔

معلمین کی تقرری

جیسے جیسے اسلام کی اشاعت ہوتی گئی اور لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے تو ان کی تعلیم و تربیت کی ضرورت محسوس کی جانے لگی تو نبی اکرم ﷺ ان کی ضرورت کے تحت ان کے لئے صحابہ میں سے پڑھے لکھے افراد کی ذمہ داریاں لگا دیتے۔ جس کی کئی مثالیں ملتی ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعت عقبہ اولی اور بیعت عقبی ثانیہ کے بعد انصارِ مدینہ کی فرمائش پر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کی تعلیم کے لئے بھیجا۔ جو مدینہ میں حضور ﷺ کے ہجرت کر کے تشریف لانے سے پہلے بہت سے افراد کو دائرہ اسلام میں داخل کر چکے تھے۔

اہل مدینہ کے لئے معلم

11 نبوی کو جب مدینہ منورہ سے تقریبا ۱۲ لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے عقبہ کے مقام پر حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ سے بیعت کی اور مطالبہ کیا کہ کوئی ان کی تعلیم کے لئے معلم کا تقرر فرمائیں تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کی تعلیم و تربیت کے لئے معلم کے طور پر مقرر فرمایا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ میں تشریف لے گئے اور

حضرت اسعد بن زرارہ کے پاس رہنے لگے۔[21] وہاں انہوں نے انصار مدینہ کو قرآن اور ضروری مسائل فقہ کی تعلیم دی اور اس کے ساتھ ساتھ یہود مدینہ کو اسلام کی دعوت دی جس کے نتیجے میں بہت سے لوگ مسلمان ہوئے جن میں سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بھی شامل ہیں۔[22]

اسی طرح حلال وحرام کے سب سے بڑے عالم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ نے یمن کی طرف معلم اور قاضی بنا کر بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کو دین اور اخلاق کی تعلیم بھی دیں اور ان کے مابین ہونے والے جھگڑوں کے فیصلے بھی کریں[23] اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی دور دراز علاقے میں معلم کی ضرورت ہو اور وہاں مقامی لوگوں میں ماہر آدمی نہ ہو تو کسی اور علاقہ سے بھی معلم کی ذمہ داری لگائی جاسکتی ہے لیکن اولین ترجیح اسی علاقے کے لوگوں کو دینی چاہیئے کیونکہ وہاں کے رہنے والے لوگوں کی نفسیات اور ان کے حالات سے واقفیت رکھنے والے ان کی زیادہ بہتر اور صحیح رہنمائی کرسکتے ہیں جبکہ دور سے آنے والے کے لئے مسائل پیش آسکتے ہیں۔

عورتوں کی تعلیم

عورت معاشرے کا ایک اہم جزو ہے جس کے بغیر انسانیت مکمل نہیں ہوتی۔ کوئی معاشرہ بھی عورت کی شمولیت کے بغیر ترقی کی منازل طے نہیں کرسکتا۔ نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ چیزوں میں سے ایک عورت بھی شامل ہے۔ پیغمبر اکرم حضرت محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت میں جہاں مرد کو حصول علم کی ترغیب دی گئی ہے وہاں عورت کی تعلیم پر بھی زور دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خود اس میں دلچسپی لی اور عورتوں کی تعلیم پر زور دیا۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

علموا نسائکم سورة النور[24]

اپنی عورتوں کو سورۃ نور سکھاو۔

اسی طرح جب ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے گزارش کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم عورتوں کی تعلیم کے لئے کوئی دن خاص کردیں تو آپ ﷺ نے ان کے لئے دن مخصوص کردئے جن میں صرف عورتوں کو تعلیم دی جاتی تھی۔ امام نسائی نے السنن الکبری میں روایت نقل کی ہے۔

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ ان امرئة قالت للنبی ﷺ : اجعل لنا منک یوما فقال النبی ﷺ یوما کذا و کذا فی مکان کذا وکذا[25]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ ہمارے لئے اپنا ایک دن متعین کردیں تو نبی ﷺ نے فرمایا فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ (خاص کی جاتی ہے)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی تعلیم کا بطور خاص اہتمام دور نبوی میں حضور اکرم ﷺ نے خود فرمایا اور ان کو تعلیم دی جاتی تھی۔اسی طرح خواتین مساجد میں حاضر ہو کر خطبہ جمعہ سنتی تھیں اور تعلیم حاصل کرتی تھیں اس بارے میں مروی ہے کہ ام ہشام کہتی ہیں کہ میں نے سورۃ ق اللہ کے رسول ﷺ کی زبان سے سن کر یاد کی جب آپ خطبہ جمعہ میں اسے پڑھا کرتے تھے۔[26]

صفہ کی درسگاہ

مکہ میں حضور ﷺ نے دار ارقم کو تعلیم وتربیت کا مرکز بنایا تھا اور ابتدائی طور پر صحابی یہاں جمع ہو کر قرآن سیکھتے تھے۔مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد جو فوری کام آپ ﷺ نے کئے ان میں ایک اہم کام مسجد نبوی کی تعمیر تھا اور اس میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی تعلیم وتربیت کے لئے ایک چبوترہ بنوایا جس کو صفہ کا نام دیا گیا۔اس پر بیٹھ کر حضور ﷺ صحابہ کرام کی تعلیم وتربیت فرمایا کرتے تھے یہ ایک اقامتی درس گاہ کی حیثیت رکھتی تھا۔جس میں مرکزی مدرس نبی کریم ﷺ خود تھے اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی معلمی کے فرائض انجام دیتے تھے۔[27]اس میں مختلف حضرات کی ذمہ داریاں لگائی گئی تھیں جو ادا کرتے تھے۔ضرورت کے تحت جب نو مسلم مدینہ منورہ آتے تو ان کی تعلیم کا بھی یہاں اہتمام کیا جاتا تھا۔اصحاب صفہ کے اخراجات کا انتظام بھی حضور ﷺ خود کرتے تھے اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لئے خادمہ لینے کا مطالبہ کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ان غلاموں کو بیچ کر اصحاب صفہ کا خرچہ پورا کرنا ہے۔شبلی نعمانی کی سیرت النبی میں ہے کہ ۴۰۰ فاضلین اس سے علم حاصل کر کے نکلے[28]اس کے علاوہ نو مساجد ایسی تھیں جہاں تعلیم دی جاتی تھی[29]مسجد قبا میں بھی ایک مدرسہ تھا جو حضور ﷺ کی نگرانی میں تعلیم کا مرکز تھا۔[30]

نصاب تعلیم

دور نبوی میں کیونکہ ابھی اسلام کے ظہور کا ابتدائی وقت تھا اس لئے نصاب تعلیم کی تشکیل کے لئے کوئی کمیٹی تو نہیں تھی لیکن نصاب تعلیم خود نبی ﷺ متعین فرماتے تھے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قراتِ قرآن مجید

دورِ نبوی ﷺ میں جس چیز کی تعلیم ترجیح اول تھی چنانچہ اصحابِ صفہ کو جہاں دیگر چیزیں سکھائی جاتی تھیں وہاں قرآن مجید کی بنیادی تعلیم دی جاتی تھی۔ابو نعیم اصفہانی نقل کرتے ہیں:

صفہ پر قرآن کو پڑھنا سکھایا جاتا تھا اور آیات کی تلاوت کی جاتی تھی۔[31]

قراتِ قرآن کے لئے ہر ایک کے لئے کم از کم چھ سورتیں سیکھنا لازمی تھا دو نماز فجر کے لئے، دو مغرب کے لئے اور دو عشا کے لئے۔

لا بد للرجل المسلم من ست سور يعلمهن سورتين للصلاة الصبح، سورتين للصلاة المغرب و سورتين للصلاة العشا[32]

ایک مسلمان کے لئے چھ سورتیں سیکھنا ضروری تھا دو سورتیں صبح کی نماز کے لئے، دو مغرب کے لئے اور دو عشا کے لئے۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت وردان رضی اللہ عنہ کو حابان بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا کہ وہ ان کو اپنے ساتھ رکھیں اور قرآن کی تعلیم سکھائیں۔[33]

قرآن مجید کے حفظ کا بھی انتظام تھا آپ ﷺ کے دور میں ہی بہت سے صحابہ نے قرآن حفظ کر لیا تھا صفہ میں ابتدائی چند سورتیں زبانی یاد کروائی جاتی تھیں۔[34]

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے زمانے میں قرآن مجید کی تعلیم کو بنیادی مضامین میں شامل کیا جاتا تھا۔ آج بھی اگر ہم دنیا میں عزت سے جینا چاہتے ہیں تو اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم دینی چاہئے اور اس ضمن میں دیگر علوم بھی سکھانے چاہئیے۔

سیرت و مغازی

قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور مغازی کی تعلیم بھی دی جاتی تھی آپ ﷺ کے ارشادات کو بھی یاد کیا جاتا تھا اور ایک دوسرے کو بیان کیا جاتا تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

«كنا نعلّم أولادنا سيرة الرسول ومغازيه كما كنا نعلّمهم القران[35]

ہم اپنی اولاد کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور مغازی رسول ﷺ اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورتیں سکھایا کرتے تھے۔

حضرت ابن ثعلبہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے آپ کسی اچھی طرح تربیت کرنے والے کے سپرد فرمائیں تو آپ ﷺ نے مجھے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے سپرد کیا اور فرمایا کہ میں نے تمہیں ایسے شخص کے حوالے کیا ہے جو تجھے بہترین تعلیم دے گا اور تجھے ادب سکھائے گا۔[36]

ان روایات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں صحابہ کرام کی ہر اعتبار سے تربیت ہوتی تھی انہیں قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ غزوات رسول ﷺ کے بارے میں بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ گویا بچوں کے لئے بنائے جانے والے نصاب میں جہاں حالات و زمانہ کے مطابق دیگر مضامین پڑھائے جاتے ہیں ان میں جذبہ جہاد پیدا کرنے کے لئے غزوات کے بارے بھی معلومات دی جانی چاہئیں تاکہ بوقت ضرورت ان سے ملک کے دفاع کے لئے استعمال کیا جاسکے۔

کتابت و املا

اگرچہ ابتدا میں مکہ مکرمہ میں بھی بہت کم پڑھے لکھے لوگ تھے لیکن یہ بات بھی واضح ہے کہ اللہ کے نبی پر نازل ہونے والی وحی کو لکھنے کا اہتمام ہوتا تھا اور نبی اکرم ﷺ کاتبین وحی کو بلا کر فوراً نازل ہونے والی آیات کو قلمبند کرواتے تھے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ صحابہ کرام میں ایسے افراد موجود تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ پھر احادیث میں یہ بات بھی ملتی ہے کہ دور نبوی میں کتابت اور املا بھی سکھائی جاتی تھی جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کو کتابت اور املا سکھاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں۔

علمت ناسا من اصحاب الصفة الكتاب والكتابة[37]

میں اصحاب صفہ کو قرآن اور کتابت سکھاتا تھا۔

نبی اکرم ﷺ لوگوں کو کتابت سکھانے کے لئے اس قدر متمنی تھے کہ بدر کے قیدیوں کو رہائی کے لئے جزیہ کے ساتھ ساتھ یہ اختیار بھی دیا گیا کہ وہ جزیہ کی بجائے اگر مسلمانوں کو لکھنا اور پڑھنا سکھادیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔[38] چنانچہ بہت سے لوگوں نے ان قیدیوں سے لکھنا پڑھنا سیکھا تھا جن میں حضرت زید بن ثابت اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ ایسی بے شمار مثالیں ہمیں ملتی ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سیرت مصطفی ﷺ میں جہاں باقی شعبہ جات پر توجہ دی جاتی تھی وہاں لکھنے پڑھنے کی طرف بھی توجہ دی گئی اور نبی کریم ﷺ خود اس کی نگرانی کرتے تھے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ تعلیم کو کتنا ضروری خیال کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تدریس

اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ صحابہ کو جس طرح تعلیم دیتے تھے اسے بھی آج کے دور میں اپنانے کی ضرورت ہے آج اساتذہ کرام طلبہ کو ڈرا دھمکا کر تعلیم دیتے ہیں اس سے ان میں منفی رویہ پیدا ہوتا ہے مارنے اور ڈانٹنے کی بجائے اگر پیار اور شفقت کے ساتھ تعلیم دی جائے تو اس کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ جب ہم سیرت مصطفی ﷺ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ اپنے امتیوں کے ساتھ بہت شفیق اور مہربان تھے اس پر قرآن مجید بھی گواہی دیتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے بالمومنين روف الرحيم آپ ﷺ مومنوں کے ساتھ بہت شفیق اور مہربان ہیں۔

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں یہ بات ملتی ہے کہ آپ ﷺ کا طریقہ تدریس انتہائی شفقت اور پیار سے بھرپور تھا، حضرت مُعاویہ بن حکم سُلمی رضی اللہ عنہ نماز ادا فرمارہے تھے، دورانِ نماز کسی کو چھینک آگئی، حضرت معاویہ بن حکم نے ” یَرْحَمُکَ اللہ “ کہا تو اِرد گرد موجود نمازیوں کو تشویش ہوئی اور اپنے انداز سے آپ کو اس چیز کا احساس دِلا دیا، نماز سے فراغت کے بعد معلم انسانیت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور اِس موقع پر آپ فرماتے ہیں: میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بڑھ کر سکھانے والا نہیں دیکھا، اللہ کی قسم! نہ تو آپ نے مجھے جھڑکا، نہ مارا اور نہ ڈانٹا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اِس نماز میں لوگوں کی بات قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، نماز تو تسبیح و تکبیر اور قراءتِ قرآن کا نام ہے۔ 39

امثلہ کے ذریعے تعلیم

کسی بات کو سمجھانے کے لئے اگر مثال دے دی جائے تو اس کی تفہیم بہتر طرح سے ہو جاتی ہے اور یہ طریقہ تدریس زیادہ موثر ہوتا ہے اللہ کے نبی ﷺ اپنی بات کو امثلہ کے ذریعے بھی سمجھاتے تھے بہت سی روایات اس بات پر شاہد ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مثال دے کر اپنا مدعی بیان فرمایا جیسے آپ ﷺ نے اچھی اور بری دوستی کو مثال کے ذریعے سمجھاتے ہوئے فرمایا:

" مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ ؛ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ، وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ ثَوْبَكَ، أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً ".40

نیک اور برے دوست کی مثال ایسے ہے جیسے کسی عطر فروش اور لوہار کی بھٹی۔ عطر فروش سے یا تو تم خوشبو خرید لو گے یا خود ہی خوشبو تمہیں پہنچ جائے گی۔ دوسری طرف لوہار کی بھٹی یا تو تمہارے بدن کو جلا دے گی یا تمہارے کپڑے جلا دے گی یا اس سے تمہیں دھواں ضرور پہنچے گا۔

یہی طریقہ پھر صحابہ کرام نے بھی اختیار کیا جس کی مثال حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کی تقوی کی تفہیم کے لئے بیان کردہ جنگل میں سے گزرنے کی تمثیل قابل توجہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے تقوی کے بارے سوال کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کیا کبھی آپ جنگل میں سے گزرے ہیں کہا کئی بار۔ کہا کیسے گزرتے ہیں کہا کہ اپنے کپڑے سمیٹ کر گزرتے ہیں فرمایا یہی تقوی ہے کہ دنیا میں سے اس طرح گزر جاؤ کہ گناہوں کے کانٹے دامن میں نہ چبھ جائیں۔

اسی طرح حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَثَلُ المُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ القُرْآنَ كَمَثَلِ الأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ المُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ القُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ المُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ القُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ المُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ القُرْآنَ كَمَثَلِ الحَنْظَلَةِ رِيحُهَا مُرٌّ وَطَعْمُهَا مُرٌّ[41]

قرآن پڑھنے والے مؤمن کی مثال اس سنگترے کی طرح ہے جس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور ذائقہ بھی اچھا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے مؤمن کی مثال اس کھجور کی طرح ہے جسکی خوشبو تو نہیں ہوتی مگر ذائقہ اچھا ہوتا ہے اور قرآن پڑھنے والے منافق کی مثال اس پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے مگر ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال اس اندرائن کی طرح ہوتی ہے جس کی خوشبو نہیں ہوتی اور ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے قرآن کو یاد رکھنے والے اور اسے بھولنے والے کی بھی مثال دی اور اس کی وضاحت یوں فرمائی:

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَعَلَّمُوا القُرْآنَ فَاقْرَءُوهُ وَأَقْرِئُوهُ، فَإِنَّ مَثَلَ القُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَهُ فَقَرَأَهُ وَقَامَ بِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا يَفُوحُ بِرِيحِهِ كُلُّ مَكَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَيَرْقُدُ وَهُوَ فِي جَوْفِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ أُوكِئَ عَلَى مِسْكٍ[42] قرآن سیکھو اور اسے پڑھا کرو کیونکہ قرآن سیکھ کر پڑھنے والے کی مثال مشک سے بھرے ہوئے چمڑے کے تھیلے کی طرح ہے جس کی خوشبو سارے گھر میں پھیل جاتی ہے، اور جس نے قرآن سیکھا پھر غافل ہو گیا اور اس کے سینے میں قرآن ہے تو اس کی مثال چمڑے کے اس تھیلے کی طرح ہے جس کے ذریعے مشک کو ڈھانپ دیا گیا ہو۔

ان روایات سے بھی واضح ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مثالوں کے ساتھ تعلیم دیتے تھے۔ اس لئے انداز تدریس میں بھی آپ ﷺ کی سیرت سے بھیک لینے کی ضرورت ہے تاکہ اچھی تعلیم دی جاسکے جو مفید بھی ہو اور آسان بھی۔

خلاصہ بحث

اس بحث سے یہ بات اخذ کی جاسکتی ہے کہ تعلیم کے ذریعے ہر قوم اپنا ورثہ اپنی نسل نو میں منتقل کرتی ہے اس لیے ریاست کے فرائض میں سے اہم فرض اپنے شہریوں کے لیے اچھی، معیاری اور مفت تعلیم کا انتظام کرنا بھی ہے۔ اسلام میں تعلیم پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے جو اس کی اہمیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اللہ تعالی کے رسول ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی پڑھنے کے حکم سے نازل ہوئی جو علم کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں تعلیم پر خاص توجہ دی گئی خود رسول اللہ ﷺ نے علم کے حصول کی ترغیب دلائی اور علم حاصل کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسول ﷺ نے عملی اقدامات بھی فرمائے اور جہاں کہیں ضرورت ہوتی آپ ﷺ معلم بھیج دیتے۔ مکہ میں دار ارقم اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے صحن میں ایک چبوترہ علمی سرگرمیوں کا مرکز تھا جسے صفہ کا نام دیا گیا تھا۔ دور نبوی میں قرآن، حدیث، قرات، املاء، کتابت اور دیگر علوم سکھائے جاتے تھے ان مضامین کو نصاب اور کورس میں اولین ترجیح دی جائے کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کے دور کے نصاب میں شامل ہیں۔ دور نبوی میں اس کے علاوہ خواتین کی تعلیم کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔ نبی مکرم ﷺ کا طریقہ تدریس بھی مشفقانہ تھا اور پیار بھرے انداز سے سکھایا جاتا تھا اس لئے اساتذہ کرام کو اپنی تدریس کے طریقے نبی پاک ﷺ کی سیرت کی روشنی میں اختیار کرنے چاہئے تاکہ تعلیم میں بہتری آئے اور طلبہ تعلیم اور سکول سے دور بھاگنے کی بجائے علم سیکھنے کی طرف راغب ہوں۔ ریاست کو اپنے دیگر فرائض کے ساتھ ساتھ تعلیم کی فراہمی جیسے اہم فریضے کو بھی سنجیدگی سے پورا کرنا چاہئے اور جہاں کمزوریاں ہیں ان کو دور کر کے اپنے شہریوں کی تعلیم کا اہتمام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہئے۔

سفارشات

مذکورہ بحث کے نتیجے میں درج ذیل سفارشات سامنے آتی ہیں

1. اسلام میں تعلیم کے حصول پر زور دیا گیا ہے اس لئے ہمیں تعلیم کو اہمیت دینی چاہئے اور سو فیصد شرح خواندگی کی جاسکے۔
2. بجٹ میں تعلیم کے لئے مختص رقم میں خاطر خواہ اضافہ کرنا چاہئے تاکہ تعلیمی سہولیات سب کو مہیا کی جاسکیں۔
3. علم کی ترغیب دینے کے لئے دیہی سطح پر لوگوں میں شعور پیدا کرنا چاہئے۔
4. تعلیم کے شعبہ میں اساتذہ کا تعین کرتے ہوئے باصلاحیت اور جذبہ خدمتِ قوم والے افراد کا انتخاب کرنا چاہئے۔
5. اسلام عورتوں کی تعلیم پر بہت زور دیتا ہے اس لئے مردوں کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیم کا بھی خصوصی اہتمام کیا جانا چاہئے۔
6. نصاب تعلیم ترتیب دیتے ہوئے نبی مکرم ﷺ کی سیرت سے راہنمائی لیتے ہوئے قرآن، حدیث اور دینی تعلیم کو باقی مضامین کے ساتھ منسلک کرنا چاہئے۔

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

---

[1] ۔البقرۃ،2:201

Al-Baqara, 2:201

[2] ۔ابن ماجہ، السنن، ابواب کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث نمبر224

Ibn e Maja, al-Sunan, Abwab Kitab al-Sunna, bab Fadhal ulam'a wal Hatho ala Talab al-Ilm, Hadith No 224.

[3] ۔البقرہ،129:02

Al-Baqara, 2:129

[4] ۔البینہ،2:98

Al-Bayyana, 98:2

[5] ۔الجمعہ،11:62

Al-Juma,62:11

[6] ۔العلق،4:96تا5

Al-Alaq, 96: 4,5

[7] ۔الرحمان،2:55تا4

Al-Rehman, 55:2-4

[8] ۔یوسف، 76:12

Yousuf, 12:76

[9] ۔العلق، 96 :1-5

Al-Alaq, 96: 1-5

[10] ۔ابن ماجہ، السنن، ابواب کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث نمبر229

Ibn e Maja, al-Sunan, Abwab Kitab al-Sunna, bab Fadhal ulam'a wal Hatho ala Talab al-Ilm, Hadith No 229.

[11] ۔ابن ماجہ، السنن، ابواب کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث نمبر224

Ibn e Maja, al-Sunan, Abwab Kitab al-Sunna, bab Fadhal ulam'a wal Hatho ala Talab al-Ilm, Hadith No 224.

[12] ۔ترمذی، محمد بن عیسی ترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، حدیث نمبر2684

Tirmazi, Muhammad bin Esa Tirmazi, Abwab al-Ilm,Bab ma Ja fi Fadhal al-Fiqh ala albada,Hadith no 2684

[13] ۔المجادلہ،11:58

Al-Mujadala, 58:11

[14] ۔ابنِ ماجہ، السنن، کتاب العلم، باب فضل العلم، 1/150، حدیث:229

Ibn e Maja, al-Sunan, Abwab Kitab al-Sunna, bab Fadhal al-Ilm,1/150, Hadith No 229.

[15]۔ اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر، باہتمام بابو رام ناتھ بھارگو۔ بی اے، مطبع اسٹینڈرڈ پریس الہ آباد مین چھپا، س ن، ص 3

Akbar Alahabadi, Kullayat e Akbar, ba-Ihtemam Babu Rama Nath Bhargo BA, Standard Press alabad main Chhapa, No Date P 3.

[16]۔ طہ 114:20

Taha, 20: 114

[17]۔ محمد بن عیسی ترمذی، السنن، کتاب فضائل القرآن، باب ماجا فی تعلیم القرآن، ص 134

Muhammad bin Esa Tirmazi, Abwab Fadhal al-Quran, Bab ma Ja fi Taleem al-Quran, p 134

[18]۔ البیہقی، السنن الکبری، باب فضل العلم، ص 237

Al-Bahqui, al-Sunan al-Kubra, Bab Fadhal al-Ilm,p 237

[19]۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب العلم، باب فضل العلم، 1/150

Ibn e Maja, al-Sunan, Kitab al-Ilm, bab Fadhal al-Ilm,1/150

[20]۔ ابن عبد البر، جامع بیان العلم، 146

Ibn e Abdul Bar, Jam e Bayan al-Ilm, 146

[21]- ابن ہشام، سیرۃ النبویہ، ج 2، ص 434

Ibn e Hasham, Seerat al-Nabawia, V 2, P 434

[22]- ابن ہشام، سیرۃ النبویہ، ج 2، ص 435

Ibn e Hasham, Seerat al-Nabawia, V 2, P 435

[23]۔ ابن عبد البر، الاستیعاب علی ہامش الاصابۃ، ج 3، ص 356

Ibn e Abdul Bar, al-Isteab, ala Hamish al-Isabah, V 3, p 356

[24]۔ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج 12، ص 341

Al-Qutabi, Al-Jam e Li ahkam al-Quran,V 12, p 341

[25]۔ نسائی، احمد بن شعیب نسائی، السنن الکبری، کتاب العلم، ھل یجعل العالم للنساء یوما علی حدۃ فی طلب العلم؟، رقم 5866

Nisai, Ahmad bin Shoab Nisai, al-Sunan al-Kubra, Kitab al-Ilm, Hal Yajal al-Alim li-nnisa…Hadith no 5866

[26]۔ محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، ج 7، ص 277

Muhammad bin Sa’d, Tabqat ibn e Sa’d, V 7, p 277

[27]۔ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ، حلیۃ الاولیا، ج 1، ص 342

Abu Nuam Ahmad bin Abdullah, Hilyat –alaolya,p 342

[28]۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، ج 2، ص 182

Shibli No’mani, Seerat al-Nabi,V 2, p 182

[29]۔ بخاری، صحیح بخاری، بحوالہ شرح عینی از بدر الدین عینی، 1/123

Bukhari, Sahih Bukhari, baHawala Aini uz Badar aldin Aini,1/ 123

[30]۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، ج2، ص58

Shibli No’mani, Seerat al-Nabi,V 2, p 58

[31]۔ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی، حلیۃ الاولیا، ج1، ص342

Abu Nuam Ahmad bin Abdullah, Hilyat –alaolya,V 1, p 342

[32]۔ علاالدین علی المتقی بن حسام الدین، کنز العمال، ج1، ص217

Alao-Din Ali al-Mutaqi bin Hassam al-din, Kanz ul Ummal, V 1, p 217

[33]۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، رقم9127

Ibn e Hajar asqalani, al-Isaba fi tamyeez al-Sihaba, Raqam 9127

[34]۔ مصلح الدین، اسلامی تعلیم اور اس کی سرگزشت، ص31

Muslih al-Din, Islami Ta’leem aor us ki sargzast, p 31

[35]۔ محمد بن عفيفي المعروف الشيخ الخضري، نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین، ص3، دار الفیحا، دمشق، 1425ھ

Muhammad bin Afifi al maroof Shaikh Khazari, Noor al yaqeen fi Seerat Sayyed al-Mursaleen, p 3, dar al fiha, Damashaq, 1425H

[36]۔ علاالدین علی المتقی بن حسام الدین، کنز العمال، فضائل ابو ثعلبہ الخشنی، ج2، ص234

Alao-Din Ali al-Mutaqi bin Hassam al-din, Kanz ul Ummal, Fadhail Abu Tha’laba alKhashni, V 2, p 234

[37]۔ ابو داود السجستانی، السنن، البیوع، ج1، ص238؛ احمد بن حنبل، مسند احمد(5/315)

Abu Dawd alsajastani, Al-Sunan, al-Bayu’,V 1, p 238; Ahmad bin Hanbal, Musnad e Ahmad bin Hanbal,5/ 315

[38]۔ احمد بن حنبل، مسند احمد (تحقیق احمد شاکر:4/47، حدیث:2216۔

Ahmad bin Hanbal, Musnad e Ahmad bin Hanbal, Tahqeeq Ahmad Shakir, 4/ 47 Hadith 2216

[39]۔ مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، ص215، حدیث:537

Muslim bin Hajjaj Qushairi, Sahih Muslim, p 215, Hadith 537

[40]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، کتاب البیوع، باب فی العطار وبیع المسک، رقم2101

Muhammad bin Ismail Bukhari, Kitab albayu’, Bab fi al-Attar wa bai’ almisk, Raqam 2101

[41]۔ محمد بن عیسی ترمذی، ابواب الامثال، باب ماجاء فی مثل المومن القاری للقرآن وغیر القاری، رقم2865

Muhammad bin Esa Tirmazi, Abwab amthal, Bab ma Ja fi mathal al-Momin al-qari alQuran wa Ghair al-Qari, Raqam 2865

[42]۔ محمد بن عیسی ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورۃ البقرۃ وآیۃ الکرسی، رقم2876

Muhammad bin Esa Tirmazi, Abwab Fadhal al-Quran, Bab ma Ja fi Fadhal e Surat al-Baqara wa Ayat ul kursi, Raqam 2876